رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

انا الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

# الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۵ | مورخہ ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۴




## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### خدا تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں سے پیار

"یقیناً یاد رکھو۔ کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں۔ انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی۔ پر خدا جو علیم و خبیر ہے۔ وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے۔ اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے۔ اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے۔ اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے۔ اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو۔ پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے۔ کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے۔ اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے۔ تو تم میں۔ اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶)

## مدینۃ المسیح

قادیان ۵ جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ گو ابھی نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج زیادہ ناساز ہے۔ زکام کھانسی کے علاوہ تیز بخار بھی ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے خاص توجہ سے دعا کریں۔

آج بارہ بجے کی ٹرین سے مسٹر عبد المنعم صاحب نمائندہ سلطان مسقط کراچی سے تشریف لائے۔ سٹیشن پر استقبال کے لئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور چند دیگر اصحاب موجود تھے۔

# دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

ساقی! مجھے وُہ بادۂ گلرنگ پلادے ؛ جو رُوح سے ظلمات کے پردوں کو اٹھادے
ہنگامۂ کونین سے بیگانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

ضوبار ہوئی تھی جو کبھی غارِ حرا میں ؛ پھر آج بھڑک اٹھی ہے جو بیتِ دُعا میں
اس شمعِ ہدیٰ کا مجھے پروانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

دنیا کو الٹ دینے کی طاقت ہے جنوں میں ؛ ہے عقل گُم انجام کے افکارِ زبوں میں
بہتر ہے مجھے عقل سے بیگانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

ہیں رُوح گسل دنیا کے بیہودہ مشاغل ؛ ممکن ہے نجات ان سے اسی طرح ہو حاصل
مستی میں ڈبودے مجھے مستانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

بنیاد پھر اخلاص پہ دنیا کی اٹھائیں ؛ پھر لوگوں کو آداب محبت کے سکھائیں
اس ظلم کی دنیا کو تو ویرانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

نوخیز ہیں جو وُہ کریں ہلکی سے گزارا ؛ ہوگی نہ ابھی اُن کو مےِ تُند گوارا
فی الحال انہیں پھول کا پیمانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

بے پردہ ہیں وُہ رقص میں ہیں انجم و افلاک ؛ اے کاش طبیعت مری ہوتی ذرا بیباک
بگڑی ہوئی اے جرأت رندانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

ہے تشنہ جہاں جامِ ہدایت کا بھکاری ؛ اے صاحبِ تسنیم ترا فیض ہو جاری
ہر ملک میں اک چھوٹا سا میخانہ بنادے
دیوانہ بنادے مجھے دیوانہ بنادے

(میاں اللہ بخش تسنیم)

# قادیان کے ووٹران اسمبلی کو ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے پروگرام مقرر ہوگیا ہے۔ قادیان میں ۲۶-۲۷ اور ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو مقامی ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ یعنے ۲۶ جنوری کو قادیان کی مستورات کا پولنگ ہوگا۔ اور ۲۷ اور ۲۸ تاریخوں کو قادیان کے مرد ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ پس جن دوستوں اور بہنوں کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ اور وہ اس وقت قادیان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ مندرجہ بالا تاریخوں پر ضرور قادیان پہونچ جائیں۔ تاکہ وقت مقررہ پر اپنا ووٹ دے سکیں۔ یہ ایک نہائت ضروری معاملہ ہے۔ جس کے واسطے بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر وقت نکال کر قادیان پہونچنا چاہیئے۔ جو ووٹر اس وقت قادیان میں مقیم ہیں۔ انہیں بھی مندرجہ بالا تاریخیں نوٹ کرلینی چاہئیں۔ تاکہ وُہ ان تاریخوں پر قادیان سے باہر نہ جائیں۔ اگر کسی دوست کو یہ علم نہ ہو۔ کہ قادیان میں اس کی ووٹ درج ہے یا نہیں۔ تو وہ میرے دفتر میں تشریف لاکر یا خط لکھ کر دریافت فرمالیں ؛

خاکسار :- میرزا بشیر احمد قائمقام ناظر اعلےٰ قادیان

# تحصیل بٹالہ کے احمدیوں سے ضروری گزارش

علقہ تحصیل بٹالہ میں جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے امیدوار اسمبلی کے طور پر کھڑے ہیں۔ تحصیل بٹالہ اور اس کے ملحقہ علاقہ کے دوستوں کو چاہیئے کہ وُہ جناب چودھری صاحب کے حق میں پُوری کوشش کریں۔ یہ ایک نہائت اہم معاملہ ہے۔ لہٰذا دوستوں کو اس بارے میں انتہائی کوشش اور جدوجہد سے کام لینا چاہیئے ؛

# نمائندہ "الفضل" کی تحریک پر اخبار جاری کرانے والے احباب کو اطلاع

مولوی ظہور الحسن صاحب نمائندہ الفضل کی تحریک پر جن احباب نے اخبار الفضل اپنے نام جاری کرایا۔ لیکن قیمت تاحال ادا نہیں فرمائی۔ یا ان کی ادا کردہ رقم ختم ہوچکی ہے۔ ان کو چونکہ مولوی صاحب بذریعہ خط فرداً فرداً اطلاع دے رہے ہیں اس لئے ان کی فہرست شائع کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ ان سے یہ گزارش کیجاتی ہے کہ براہ مہربانی مرسلہ وی۔ پی ضرور وصول فرمالیں۔ تاکہ ان پر جو اعتماد کرتے ہوئے پرچہ جاری رکھا گیا ہے۔ اسے ضعف نہ پہونچے۔ اور "الفضل" کو نقصان نہ اٹھانا پڑے ؛

(منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ

# فلسطین کے متعلق بے عملی اور غداری

پچھلے دنوں دہلی میں جو فلسطین کانفرنس ہوئی۔ اور جس میں چند بے معنی اور بے اثر سی تجاویز منظور کی گئیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا:-

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حال ہی میں مسلمانوں نے جو فلسطین کانفرنس زیر صدارت سید سلیمان صاحب ندوی دہلی میں منعقد کی ہے۔ اس میں کوئی ایک بات بھی تو ایسی نظر نہیں آتی۔ جس کا معاملات فلسطین پر مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے کوئی مفید اثر پڑ سکے"

ہمارے نزدیک اس کی وجہ مسلمانوں میں قوتِ عمل کا فقدان۔ اور بے معنی شور مچانے کی عادت تھی۔ لیکن اس کانفرنس کے جو رازہائے سربستہ اب ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کا اگر ایک قلیل جزو بھی حقیقت پر مبنی ہے۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی دینی و دُنیوی راہ نمائی کے دعویدار ہیں۔ جو ان کے مذہبی۔ اور سیاسی حقوق کے محافظ کہلاتے ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں کہ مسلمان ہر بات میں بلا چون و چرا ان کے احکام کی تعمیل کرتے رہیں ان کی حالت نہایت ہی عبرت ناک بلکہ شرمناک ہو چکی ہے۔ اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہی لوگ ہیں جو کہ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا نقاب اوڑھ کر ان سے غداری کر رہے ہیں۔ اور روز بروز ان کی ذلت و رسوائی میں اضافہ کا موجب بن رہے ہیں:۔

دہلی کا ایک اخبار "فلسطین کانفرنس۔ اور علمائے سُوء کی غداری" اور "حریت کے پردہ میں خفیہ پولیس سے ساز باز" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"شملہ کی بلند چوٹیوں پر رہنے والوں نے ایک غدار مولوی پر سنہری کمند پھینکی۔ چودھویں صدی کا مولوی مع اپنے عمامہ اور جبّہ کے آگے بڑھا۔ اور سرکاری اغراض کی تکمیل کے لئے اس نے ملک و ملت قرآن و حدیث سے غداری کی قسم کھائی۔ اور اینگلو یہود اغراض کے لئے وہ تمام ایسی حرکتیں کیں جن پر اگر اسلامی حکومت ہندوستان میں ہوتی۔ تو توپ سے باندھ کر اڑا دینے کی سزا دیتی۔ لہٰذا الہ آباد کی تجاویز کو بزدلی۔ اور جبن اور غداری۔ اور نمک حرامی کے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے دہلی میں آل انڈیا فلسطین کانفرنس کے انتظام میں شرکت کی"

اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے:- کہ

"دہلی میں یہودیوں سے کاروبار کرنے والے چند مسلمان ہیں۔ اور سُنا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے بعض نے مولوی . . . . صاحب کو خفیہ رقم اس شرط پر دی۔ کہ الہ آباد کی کانفرنس کی تجاویز سے بالکل مختلف اور بے ضرر تجاویز دہلی میں پاس کرائی جائیں۔ اور مجلس میں ایسے حضرات رکھے جائیں۔ جو کبھی عملی پروگرام پیش نہ کر سکیں"

اخبار مذکور نے تو ان مولوی صاحب کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ جسے ہم نے حذف کر دیا ہے۔ اور بایں الفاظ چیلنج بھی دیا ہے۔ کہ:-

"کیا مولانا میں جرأت ہے۔ کہ وہ ان الزامات کی تردید کریں"

اس طرح اگرچہ ان الزامات کو کافی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کہ کانفرنس کی تجاویز کے بے اثر اور ارکان مجلس کے بے عمل ہونے کی ساری ذمہ واری ایک مولوی صاحب پر کیوں ڈال دی گئی ہے اگر دوسرے ارکان کانفرنس بھی اسی منتر سے مسحور نہیں کئے گئے تھے۔ جس نے مولوی صاحب کو "غداری اور نمک حرامی" پر آمادہ کر لیا۔ تو وہ کیوں ایک غدار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئے اور کیوں انہوں نے اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ پس اگر دہلی کانفرنس کی تجاویز کے غیر مؤثر ہونے اور ابھی تک ان کو عمل میں نہ لانے کے اسباب وہی ہیں۔ جو دہلوی اخبار نے پیش کئے ہیں۔ تو اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ دوسرے کارکنانِ کانفرنس بھی مولوی صاحب مذکور کے ساتھ "غداری اور نمک حرامی" میں برابر کے شریک ہیں:۔

گزشتہ پرچہ میں ہی ہم اس بات پر رنج و افسوس کا اظہار کر چکے ہیں۔ کہ فلسطین کے مسلمانوں کی حالت بسرعت ایسی عبرت ناک ہو رہی ہے۔ کہ یہود ایسی مغضوب قوم کی غلامی اختیار کرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ رہے گا لیکن ان مسلمانانِ ہند کے متعلق کیا کہا جائے۔ جو بظاہر تو مسلمانانِ فلسطین کی تائید و حمایت میں شور مچاتے ہیں لیکن دراصل یہود کے ایجنٹ بن کر فلسطین کے مسلمانوں کو یہودی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے مصروف ہیں۔ گویا مسلمانوں پر یہود کو مسلّط کرنے کے لئے ہر ممکن امداد دے رہے۔ اور اس طرح تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ ان کی حالت یہود سے بھی بدتر ہو چکی ہے اور جبکہ یہود کے متعلق اس لئے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اور ان کو دکھ دیا۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ تو ان سے بھی آگے نکل جانے والے مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار اور تکذیب انہیں کتنی مہنگی پڑے گی:۔

# عیسائیوں میں چھوت چھات

یوں تو عیسائی مشنری بڑے طمطراق سے اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ عیسائیت میں ہر شخص کو کامل مساوات حاصل ہے۔ اور عیسائیوں میں کوئی چھوت چھات نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت مساوات کی روح سے اسی قدر بعید ہے جس قدر ہندو مذہب جس طرح مندروں میں اچھوتوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اسی طرح گرجاؤں میں بھی ادنےٰ ذات کے عیسائیوں یا یوں کہیئے۔ ان عیسائیوں کے لئے جو اچھوتوں سے عیسائی بنتے ہیں۔ کوئی جگہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور بعض اور عیسائی ممالک میں سفید فام عیسائیوں اور رنگدار اقوام کے عیسائیوں کے لئے الگ الگ گرجے ہیں۔ ہندوستان میں عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں عیسائی اچھوتوں کو جن قیود کے ماتحت عبادت کرنے کی اجازت دیجاتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ان کے لئے گرجوں میں بیٹھنے کے لئے علیحدہ جگہ مقرر کر دی جاتی ہے۔ نیز گرجوں میں داخل ہونے کے لئے بھی الگ دروازے رکھے جاتے ہیں۔ جنوبی ہندوستان کے عیسائیوں میں اس امتیاز پر ایک دلچسپ تنازعہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ چنانچہ اخبار "سٹیٹسمین" کا نامہ نگار لکھتا ہے:۔ کرسمس کے روز کمبا کونم کے سینٹ میری گرجا میں نشستوں کے معاملہ میں کیتھولک ہریجنوں اور اعلےٰ ذات کے کیتھولکس کے درمیان اختلافات نے انتہائی صورت اختیار کر لی۔ جبکہ چرچ کا سامنے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور اطراف کے دروازے فریقین کے الگ الگ داخلہ کے لئے کھول دیئے گئے۔ چند ہریجنوں نے جب مخالف فریق کے مخصوص دروازہ میں سے داخل ہونے کی کوشش کی۔ تو بعض بدمعاشوں نے جو اس موقعہ کے لئے حاصل کئے گئے تھے۔ ان سے سختی کی۔ جو لوگ اس دروازہ سے داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ انہیں عبادت کرنے سے روک دیا گیا

# ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی

ہندو دھرم میں بیواؤں کی شادی قطعاً ناجائز اور بہت بڑا پاپ ہے۔ چودہویں صدی کے مہارشی اور ہندو دہرم کے مصلح اعظم سوامی دیانند جی نے بھی اسے ناجائز ہی قرار دیا ہے۔ اور اس کی بجائے نیوگ جاری کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن حالات زمانہ کٹر سے کٹر ہندوؤں کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ ہندو دھرم کی اس تعلیم کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے اس بارے میں اسلامی تعلیم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى کی پیروی کریں۔ چنانچہ ہر جگہ کے ہندو بیواؤں کی شادیاں علی الاعلان کر رہے ہیں۔ اور مہاراجہ صاحب ریوا نے نو یکم جنوری سے ایک قانون نافذ کر دیا ہے۔ جس کی رو سے ہندو بیوگان کی دوبارہ شادی پر سے تمام پابندیاں اٹھالی گئی ہیں۔ اور اس قسم کی شادی اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد کو جائز قرار دے دیا گیا ہے

یہ ایک اسلامی حکم کے پُر حکمت ہونے اور ہندو دھرم پر اسلام کی فضیلت کا کھلا ثبوت ہے *

# لینن کی قبر کی زیارت اور ممبری کا حق

انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جو حرکات کی جا رہی ہیں۔ ان میں سے بعض تو اس درجہ مضحکہ خیز ہیں۔ کہ ان کے پیش کرنے والوں کی عقل و سمجھ پر حیرت آتی ہے۔ مثلاً ایک مشہور مسلمان لیڈر نے جو اپنے نام کے ساتھ بالالتزام خادم کعبہ لکھتے ہیں۔ اخبار "احسان" کے مینجر کی حمائت میں جو اعلان کیا ہے۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ بیان کی ہے۔ کہ "یہ روس کی سیر کر آیا ہے۔ قید و بند کی مصیبتیں برداشت کر چکا ہے۔ لینن کی قبر کی زیارت بھی کر آیا ہے۔ اس کے بعد اس کا حق ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی نمائندگی حاصل کرے" (ہند ۳ جنوری)

جس شخص کی اہلیت اور قابلیت کا سارا دارومدار "روس کی سیر" اور لینن کی قبر کی زیارت پر ہو۔ وہ مسلمانوں کی نمائندگی کا حقدار کیونکر بن سکتا ہے۔ اس کا سمجھنا آسان نہیں۔ البتہ یہ بات ہر مسلمان کی سمجھ میں فوراً آسکتی ہے۔ کہ ایسا شخص مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کا مستحق نہیں

# منکرین اجرائے نبوت سے ایک سوال

اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتِ کاملہ سے انسان کی تمام ضروریات کو پورا کیا ہے۔ جسمانی اور روحانی زندگی کے بقا اور نشوونما کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ ابتدائے آفرینش سے خالق ارض و سما ان کو مہیا کرتا چلا آیا ہے۔ مگر باوجود اس کے آج دنیا میں اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ اب خدا تعالےٰ انسان کی روحانی زندگی کی کسی ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔ اور کوئی رسول کوئی نبی اور کسی مصلح کی دنیا کو ضرورت نہیں ہے۔ خصوصاً مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تو ہر زمانہ میں نبوت کی ضرورت کو مانتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام کے بعد اس سے صاف انکار کرتے ہیں *

ایسے لوگوں سے جو اس روشنی کے زمانہ میں ایسے غلط اور بے بنیاد عقیدے پر قائم ہیں۔ اور پھر قرآن کریم کی بعض آیات کو غلط طور پر پیش کرتے ہوئے ان سے ختم نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرا ایک سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر فرماتا ہے۔ جس کے متعلق تمام متبعین قرآن کریم کا اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کو جو نبوت اور بادشاہت نسلاً بعد نسلٍ ملتی رہی وہ اسی دعا کا نتیجہ تھی۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ واذ ابتلی ابراھیم ربه بکلمات فاتمھن قال انی جاعلك للناس اماماً۔ قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا کئی باتوں میں اور وہ ان میں پورے اترے۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم ہم نے تجھ کو سب لوگوں کا پیشوا یعنے نبی بنایا۔ اس پر اس فطرتی محبت کی وجہ سے جو باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے خدا کیا یہ انعام صرف مجھ پر ہے یا میری اولاد بھی اس نعمت عظمےٰ یعنی نبوت سے بہرہ ور کی جائے گی اس سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جا تیری اس خواہش کو بھی ہم پورا کرتے ہیں۔ لیکن جو تیری اولاد میں سے ظالم ہوگا۔ اس کو میرا یہ عہد کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

یہ وہ دعا ہے جس کی قبولیت کا خود اللہ تعالےٰ نے یقین دلایا۔ اور جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبوت جاری ہوئی۔ اور تمام قوموں کی طرف نسلاً بعد نسلٍ آپ کی ذریت میں سے نبی ہوتے رہے حتیٰ کہ اس عظیم الشان نبی کا زمانہ آگیا۔ جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے علیحدہ دعا کی تھی۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ نعمت نبوت قطعاً بند ہو گئی۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت سے بھی کسی کو نہیں مل سکتی۔ ان سے یہ سوال ہے کہ آیا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد بالفاظ دیگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد فی زمانہ دنیا میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ بالبداہت غلط ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ موجود ہے۔ تو پھر دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا وہ لوگ جو روحانی لحاظ سے یا جسمانی لحاظ سے اپنے آپکو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب ظالمین میں داخل ہیں۔ اور کوئی بھی ان میں ایسی سعید اور نیک روح موجود نہیں یا آئندہ پیدا نہیں ہوسکتی۔ جس پر ظالم کا لفظ صادق نہ آسکے۔ اور وہ اس قابل ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے نتیجہ کو حاصل کر سکے۔ اگر نعوذ باللہ وہ سب ظالمین میں داخل ہیں۔ تو گویا دنیا میں ضلالت اور گمراہی نے اپنا پورا تسلط جما لیا ہے۔ اور حق و صداقت کا ایک شائبہ بھی کسی گوشہ دل میں باقی نہیں رہ گیا۔ ایسی صورت میں بھی ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کسی نبی اور مامور کو بھیجے۔ لیکن اگر سب کے سب ظالم نہیں ہوسکتے۔ تو آج قرآن کریم کی ایک آیت کے صریح خلاف جس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی خدا تعالےٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ تھا۔ کہ نعمت نبوت دی جائے گی۔ اس کے بعد نہیں کیوں یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے۔ کہ اب اس دعا کی قبولیت کا وقت نہیں۔ اور اب کوئی نبوت کے مقام پر کھڑا نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ اب تو اس دعا کا دوہرا اثر ہونا چاہیئے۔ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے اور دوسرے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے۔ کیونکہ جب وہی فضل وہی برکتیں اور وہی نعمتیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نازل ہوں گی۔ تو یقیناً آپ کی امت میں نبوت کا جاری رہنا بھی ضروری ہے۔

خاکسار محمد صدیق مولوی فاضل جامعہ احمدیہ

تاہم اس میں بھی اشکال موجود ہیں۔ کہ زبر زیر کے بدلنے سے بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کبھی نادانستہ طور پر یہ نہ کہہ دیں۔ کہ قنوان اور قنوان میں کوئی فرق نہیں۔ صرف زیر اور پیش کا فرق ہے۔ کیونکہ اسی سے فرق نے ہی پہلے لفظ کو تثنیہ اور دوسرے لفظ کو جمع بنا دیا ہے :۔

غالباً ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء میں اختر صاحب میرے پاس قادیان تشریف لائے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ ان دنوں بیکار تھے۔ اور ان کی ملازمت کا سوال درپیش تھا۔ جو ان کے حسب منشاء حل نہ ہو سکا۔ پھر شائد اسی وجہ سے یا عقائد کے بدل جانے سے وہ لاہوری فریق میں شامل ہو گئے۔ میرا مطلب اس ذکر سے یہ ہے۔ کہ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں ان دنوں ان کی طبیعت میں ایسی درشتی نہ تھی۔ جو ان کے آجکل کے طرز تحریر سے ظاہر ہے۔ غالباً یہ ماحول کی تربیت کا اثر ہے۔ تاہم میں امید رکھتا ہوں کہ وہ آئندہ علمی بحث میں کم از کم یہ انداز اختیار نہ فرمائیں۔ اس میں قنوان کے جمع ہونے اور تثنیہ نہ ہونے کا مدعیار ہوں۔ اگر کوئی قنوان کا تثنیہ۔ یا تثنیہ اور جمع دونوں ہونا ثابت کر دے۔ تو میرا دعویٰ باطل۔ ورنہ اس نے بالکل غلط لکھا جس نے کہا کہ قنوانٌ تثنیہ اور جمع ہے۔ میرے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ تمام اہل عربیت مفسرین نے قنوانٌ دانیۃٌ میں قنوانٌ کو جمع قرار دیا ہے۔ کسی ایک نے بھی (بجز مولوی محمد علی صاحب) قنوانٌ کو تثنیہ اور جمع نہیں لکھا۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں :۔

والقنوانُ جمع قنوٍ و نظیرہ صنوٌ وصنوانٌ (الکشاف جلد ۱ صفحہ ۴۶۳)

(۲) امام رازی فرماتے ہیں :۔ واما قنوانٌ فقال الزجاج القنوانُ جمع قنو مثل صنوان و صنو (الکبیر جلد ۴ صفحہ ۱۵۵)

(۳) تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ قنوانٌ وھو جمع قنو بمعنی العذق (جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

(۴) بیضاوی نے بھی قنوانٌ کو جمع بتایا ہے (تکملہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱)

(۵) علامہ ابو حیان نے بھی اسے جمع ہی قرار دیا ہے (البحر المحیط جلد ۴ صفحہ ۱۸۹)

(۶) امام سیوطی نے بھی قنوان (بضم النون) کو جمع بیان کیا ہے (المزہر جلد ۲ صفحہ ۵۷)

(۷) مجد الدین فیروز آبادی نے بھی قنوانٌ کو جمع قرار دیا ہے۔ (القاموس المحیط زیر لفظ القنو)

(۸) مشہور لغوی امام محمد الرازی لکھتے ہیں والقنو: العذق والجمع القنوانُ (مختار الصحاح)

(۹) ابو البرکات النسفی مفسر لکھتے ہیں۔ قنوانٌ وھو جمع قنو (تفسیر النسفی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

غرضیکہ سب مفسرین اور جملہ اہل لغت قنوانٌ کو جمع قرار دیتے ہیں۔ قنوانٌ کو تثنیہ قرار دینا لغت۔ نحو اور عربیت کے خلاف ہے۔ اس کا تثنیہ بکسر النون آتا ہے۔ نہ کہ قنوانٌ۔ عربی زبان میں صرف دو بعض کے نزدیک تین اور سیبویہ کے نزدیک پانچ یا چھ لفظ ایسے ہیں جن کے تثنیہ اور جمع کا امتیاز محض اعراب سے ہوتا ہے۔ اعراب کے لحاظ سے ان کو تثنیہ یا جمع قرار دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک القنو ہے اور دوسرا الصنو اور یہ دونوں جمع کی صورت میں قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں۔ یعنی قنوانٌ اور صنوانٌ۔ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو تثنیہ سمجھنا غلط ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بھی قنوانٌ کو تثنیہ اور جمع لکھا ہے۔ لیکن صنوانٌ کو صرف جمع قرار دیا ہے

پس واضح ہے کہ قنوانٌ والی آیت میں مولوی صاحب کا قنوانٌ کو تثنیہ اور جمع لکھنا ان کی علمی غلطی ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اس اتنی موٹی غلطی کا اعتراف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ تو ہم نے صرف ایک غلطی بیان کی ہے۔ اگر مطالبہ کیا گیا۔ تو ہم مولوی صاحب کی متعدد غلطیوں یا بقول اختر صاحب "واقعات و حقائق" کا ذکر کرنے کے لئے تیار ہیں :۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری

# الفضل میں درخواست دعا شائع کرانا

دنیا کے تمام مذاہب کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں دعا کے قائل ہیں۔ اور اپنے اپنے طرز و طریق پر دعائیں کرتے ہیں۔ مگر غالباً وہ سب رسمی دعائیں ہیں۔ ان میں کوئی معرفت اور حقیقت نہیں ہوتی۔ محض ایک رسم پوری کی جاتی ہے۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہم احمدیوں نے دعا کی اصل حقیقت کو سمجھا اور تجربہ و مشاہدہ کیا۔ اور اس سے بے حد مستفید ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ سب طرف ہمارے دشمن ہی دشمن ہیں۔ ہماری زندگی عافیت اور امن کا سہارا محض دعا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ محض اپنی رحیمیت اور کریمیت کے ماتحت ہماری عاجزانہ و منکسرانہ دعاؤں کو قبول فرما کر ہماری مدد کر رہا ہے۔ ہمیں چاہئیے کہ دعا کی منظوری کے لئے ہم تقوے و طہارت پر قائم رہیں اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف رکھیں۔ اور بوقت دعا دل میں تڑپ اور درد پیدا کریں۔ اور خشوع و خضوع سے دعا کرتے رہیں۔

میں ہر روز اخبار الفضل پڑھتا ہوں جس میں ایک کالم دعا کا ہے۔ جہاں تک میں نے ان دعاؤں پر غور کیا ہے۔ میں انکو رسمی دعائیں کہنے کی جرأت کرتا ہوں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ بعض دعائیں تو مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ مثلاً کسی کو چند روز بخار آیا۔ یا اور کوئی معمولی سی تکلیف ہو گئی جو عام طور پر پیش آتی رہتی ہیں۔ تو جھٹ دعا کا اشتہار درج کرا دیا۔ یا کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی چند روز یا چند ماہ بعد فوت ہو گئی تو اس کے نعم البدل کی دعا یا کسی کے گھر میں بچہ پیدا ہوا۔ تو اس کی درازیٔ عمر کے لئے دعا۔ ایسے موقع اخبار میں لڑکیوں کی پیدائش اور فوتیدگی کا ذکر بے حد ناپسندیدہ امر ہے۔ عوام اس پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ پھر دعا کرانے والے کا ذاتی تعارف اور گہرا تعلق دعا کرنے والے سے ہونا چاہئیے۔ تاکہ دعا کرنے وقت اس کے دل میں درد پیدا ہو۔ اور وہ اضطرار سے متواتر اس کے لئے دعا مانگتا رہے۔ ورنہ ذاتی تعارف نہ ہونے کی وجہ سے دعا میں وہ درد اور اضطرار پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔ جو دعا کی اجابت کے لئے ضروری ہے البتہ رسمی طور پر دعا مانگ لیگا۔ میں نے بچشم خود کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ کہ انہوں نے سارا اخبار ایک نظر میں پڑھ لیا۔ اور پھر لپیٹ کر پاکٹ میں رکھ لیا۔ میں نے کسی کو دعا مانگتے نہیں دیکھا۔ شائد بعد میں مانگتے ہوں۔ میرا ذاتی دستور یہ ہے۔ کہ دعا کا کالم پڑھ کر اخبار رکھ دیا۔ سخت بیماروں اور حاجتمندوں کے لئے تین مرتبہ دعا کی۔ اور بعد میں باقی اخبار پڑھا۔ چونکہ دعا کرانے والوں سے میرا ذاتی تعارف نہیں ہوتا۔ اس لئے دعا میں وہ جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جو قبولیت دعا کے لئے ہونا چاہئیے۔ ہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دعاؤں کے لئے درخواست بھیجنا یقیناً نتیجہ خیز ہے۔ کیونکہ آنحضور ہمارے روحانی باپ ہیں۔ اور باپ کے دل میں بچوں کے لئے تڑپ پیدا ہونی فطرتی امر ہے۔ علاوہ ازیں آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس تمہید کے بعد نہایت نیک نیتی سے مخلصانہ عرض ہے۔ کہ ان اشتہاری دعاؤں کی بجائے آپ صاحبان بوقت ضرورت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا جسے اکسیر اعظم کہو یا اسم اعظم کہو خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں۔ میرے تجربہ اور مشاہدہ میں یہ دعا بار بار آئی ہے۔ اور قریباً ہر دفعہ رحیم و کریم نے منظور فرمائی ہے۔ وہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل ہے

"اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا۔ اور انعام پر انعام کیا گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور گناہ گار پر رحم کر۔ اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھ کو

تحریک جدید کے ماتحت بیرون ہند میں تبلیغ اسلام

# یہود کے ایک بڑے عالم سے بوڈاپسٹ میں گفتگو

## بعثت انبیاء کے متعلق دلچسپ مکالمہ

از حاجی احمد خاں صاحب ایاز بی-اے-ایل-ایل-بی احمدی-مجاہد مقیم بوڈاپسٹ (ہنگری)

۲۴ نومبر کو انگریزی متعلقہ ہنگری میں لیکچر دینے کے لبعد کلچرل سوسائٹی کے پریذیڈنٹ صاحب کی طرف سے اطلاع پہنچی۔ کہ آج Cultural Friends Society کے زیر اہتمام یہودیوں کے سب سے بڑے عالم Bernat Heller کا لیکچر ہوگا جس میں یہودی کثرت سے شامل ہوں گے۔ اس پر خاکسار اور مسٹر خالد یونگو جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ دونوں ایسے وقت میں پہنچے۔ کہ لیکچر شروع ہو چکا تھا۔ ہال مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہمارے داخل ہوتے ہی سٹیج کی دو کرسیاں خالی کر دی گئیں۔ مگر چونکہ ہم نے سوال و جواب کا موقعہ نکالنا تھا۔ اور ہال کے دوسرے سرے والی پبلک کو بھی کنٹرول کرنا تھا اس لئے مسٹر خالد دوسرے کونے میں کرسی منگوا کر بیٹھ گئے۔ لیکچر کا موضوع The Prophets of the Bible تھا۔ اختتام لیکچر پر سوالات کا موقع مل گیا۔ اور حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

**سوال**- بائیبل کے نبیوں کا دوسرے انبیاء علیہم السلام سے کیا تعلق ہے؟

**جواب**- میں آپ کا سوال نہیں سمجھ سکا کیسا تعلق ہے اور کیسے دیگر انبیاء؟

**سوال**- کسی قسم کا تعلق روحانی یا جسمانی اور ہر ملک ہر زمانہ اور ہر قوم کے انبیاء کا تعلق دریافت کرتا ہوں۔

**جواب**- یہ بڑا پیچیدہ سوال ہے۔ آپ ہی بتائیں۔

**سوال**- تمام انبیاء ایک ہی وحدت اور راستی کی تعلیم دینے کے لیے ایک ہی رب العالمین کی طرف سے مختلف زمانوں میں مختلف اقوام اور ممالک میں بھیجے گئے۔ اور بھیجے جائیں گے۔ اور ہر نبی پہلے انبیاء کی تصدیق کرکے اپنا روحانی تعلق قائم کرتا رہا۔ چنانچہ اسلام نے تمام نبیوں کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ کُلًّا ھَدَیْنَا۔ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَاِخْوَانِھِمْ وَاجْتَبَیْنٰھُمْ وَھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پس وہ تمام انبیاء ایک ہی صحیح راستہ پر چلنے والے اور چلانے والے تھے۔ یہ ہے ان کا آپس میں تعلق

**یہودی عالم**- بائیبل کے نبیوں پر وحی مکمل ہو چکی تھی۔ وہ تورات کی اشاعت کے لئے مقرر تھے۔ اور یہی تعلق آپس میں رکھتے تھے

**ایاز**- ان کا آپس میں تعلق زیر بحث نہیں۔ بلکہ دوسرے نبیوں مثلاً حضرت بدھ۔ حضرت کرشن۔ حضرت زرتشت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیبل کے نبیوں کا کیا تعلق ہے؟

**جواب**- ان سے بھی وہی تعلق ہے۔ اگر کوئی ان دوسرے بزرگوں کو نبی مانے۔

**سوال**- آپ کو ان بزرگوں کے نبی ہونے میں کیا شک ہے؟

**جواب**- بائیبل کے نبیوں کے بعد کے مدعیان نبوت پر مجھے وہی شک ہے جو آپکو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد دعوی نبوت کرنے والے پر ہوگا۔

**سوال**- مجھے تو ایسے مدعی نبوت پر جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی اشاعت کے لئے آئے۔ کوئی شک وشبہ نہیں۔ ابھی پچاس سال نہیں گذرے۔ کہ اس زمانہ میں ایک ایسے ہی نبی حضرت احمد علیہ السلام مہدی اور مسیح ہو کر امت محمدی کی اصلاح اور دین اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اور لاکھوں مسلمان ان کو نبی مانتے ہیں۔ اور کوئی شک بھی نہیں کرتا پس مجھے تو بعد میں آنے والے نبیوں پر ایمان لانے میں کوئی شک نہیں۔ اب آپ موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے آنے والے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھیں تاکہ آپ کی نجات ہو۔

**جواب**- یہ باقی مسلمانوں کا ہرگز عقیدہ نہیں۔ میں نے قرآن وحدیث کے علاوہ دوسری عربی کتب کا بھی مطالعہ کیا ہے کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے۔

**مسٹر خالد یونگو** (اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے) میں ایک مسلمان یہاں موجود ہوں۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جو خان ایاز نے بیان کیا ہے۔ (تالیاں اور قہقہے)

**جواب**- میرے ایمان اور عقیدہ کی بنیاد قرآن پر نہیں بلکہ توراۃ پر ہے۔ یہ مسلمانوں کے عقیدہ کا ضمناً میں نے ذکر کیا ہے۔

**سوال**- جو عقیدہ آج کل یہودیوں کا ہے۔ وہ بائیبل کے نبیوں کا ہرگز نہ تھا۔ اگر بائیبل کے نبیوں اور اس زمانہ کے یہودیوں کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ خدا صرف ایک نسل اور ملک کے لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ اور پھر الہام اور نبوت کا سلسلہ بند کر دے گا۔ تو وہ ایسے تنگدل اور دنیتی خدا پر ہرگز ایمان نہ لاتے۔ اب یہودی پکار پکار کر آسمان سے آنے والے کی مدتوں سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر خدا نے ابھی تک ان کے خیال پر کوئی جواب نہیں دیا ان یہودیوں کے باپ دادے تو ایسے بہرے اور گونگے خدا کو ہرگز نہ مانتے۔

پس اگر زندہ خدا اور وسیع رحمت والے خدا پر ایمان لانا چاہتے ہو۔ تو خدا کے سب نبیوں پر ایمان لاؤ۔ تم نے ایک نور کو دار پر کھینچکر ظلم کیا۔ پھر فاران کی چوٹیوں سے چمکنے والے مورج کا دیدہ دانستہ انکار کرکے خدا کی لعنت اپنے اوپر ڈال لی۔ آؤ اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ وہی نور قادیان سے چمکا ہے۔ یسعیاہ نبی کے قول کے مطابق "مشرق سے وہ راستباز اٹھا ہے"۔ وہ مسیح جس کی انتظار تھی۔ وہ حضرت احمد علیہ السلام کے روپ میں آچکا ہے جو چاہے مان لے۔ جو چاہے انکار کرے حق جو تھا وہ میں نے کہدیا ہے۔

**پریذیڈنٹ جلسہ**- مسٹر ایاز آپ کا طرز کلام بہت کڑوا ہے۔ آپ نے جو کہا سچ کہا۔ مگر اتنے بڑے عالم سے گفتگو نرم ہونی چاہیئے۔

**جواب**- ایک تو قدرتی طور پر میری آواز بلند ہے۔ دوسرے سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔ تیسرے جتنے بڑے آدمی کے سامنے حق پیش کیا جائے اسلامی اصول کے ماتحت اتنا ہی زیادہ اجر ملتا ہے (سب لوگ ہنس پڑے)

**یہودی عالم**- آپ ان امور پر میرے مکان پر آکر بحث کر سکتے ہیں۔ میں نے مسلمانوں کے یاجوج ماجوج اور دجال کے متعلق ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ وہ بھی آپ کسی دن آکر مجھ سے لے لیں۔ بہت دلچسپ ہے۔

**جواب**- آپ کی مہربانی کا شکریہ۔ مگر یہ تو فرمائیے آپ نے یاجوج ماجوج اور دجال کو دیکھا بھی ہے۔

**یہودی عالم** یاجوج ماجوج اور دجال تو ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ دیکھنا کیسا؟

**جواب**- تو آپ نے سنے سنائے یاجوج ماجوج کے قصے ہی اس کتاب میں درج کئے ہونگے۔ مسلمانوں کی کتب میں جو علامات دجال۔ یاجوج اور ماجوج کی درج تھیں۔ وہ پوری ہو چکیں۔ اور میں نے انگریزی میں عرض

# بیکاری سرچشمۂ آوارگی ہے

## کسی احمدی نوجوان کو بیکار نہیں رہنا چاہیئے

(۱)

چوہدری حسن خان ایک معزز زمیندار اور نہایت پابند شریعت بزرگ تھے۔ تربیت اولاد کے متعلق اپنے فرائض سے کما حقہ آگاہ ہونے کی وجہ سے اپنے فرزند فتح یاب خان کی پرورش ایسے رنگ میں کرتے تھے۔ کہ وہ بڑا ہو کر اسلام کے تمام احکام پر عمل کرنے والا ثابت ہو۔ چنانچہ سات برس کی عمر میں ہی اس نے قرآن کریم ختم کر لیا اور دس برس کی عمر تک ترجمہ کے علاوہ حدیث کے موٹے موٹے مسائل سے بھی وہ پوری طرح آشنا ہو چکا تھا۔ نماز پنجوقتہ کا پابند ہونے کے علاوہ کبھی کبھی اپنے والد کے ساتھ دلی شوق کے ساتھ نماز تہجد بھی ادا کیا کرتا تھا۔ چونکہ اسے تعلیم کا بہت شوق تھا۔ اس لئے دینی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ چھوٹی عمر میں ہی اس نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا اور ابھی اس کی عمر ۱۸ سال سے کچھ ہی کم تھی۔ کہ وہ پنجاب یونیورسٹی کا گریجوایٹ بن گیا

(۲)

آج کل ہندوستان میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے حصول ملازمت میں جو دقتیں ہیں۔ وہ محتاج تشریح نہیں تاہم چوہدری حسن خان چونکہ افسروں کے سامنے اچھا رسوخ رکھتے تھے۔ اس لئے حاکم ضلع نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اگر فتح یاب خان کو پٹوار کا امتحان پاس کرا دیں۔ تو اس کے لئے ترقی کے خاص مواقع پیدا کرنے کا وہ خیال رکھیں گے۔ لیکن بی اے پاس کرنے کے بعد اپنے نوجوان کو پٹواری بنانے کے لئے وہ آمادہ نہ ہو سکے۔ اور وہ اگر اس پر آمادہ ہو بھی جاتے۔ تو خود فتح یاب خان جو کالج کی مسموم فضا میں سانس لے چکا تھا۔ اس کے لئے ہرگز تیار نہ تھا۔ گھر میں فارغ البالی تھی۔ اس لئے یہی فیصلہ ہوا۔ کہ اچھے موقعہ کا انتظار کیا جائے۔ اور حاکم ضلع کے اس مشورہ کو درخور اعتنا نہ سمجھ کر پس پشت ڈال دیا جائے۔

(۳)

اب فتح یاب خان بالکل جوان تھا۔ اور عمر کے اس حصہ میں تھا۔ جو بقول شخصے جوانی کی رنگین امنگوں کے دن ہوتے ہیں۔ چوہدری صاحب خود تو تمام دن زمیندارہ کے کام میں مصروف رہتے اور فتح یاب خان گھر بیٹھا پڑا رہتا۔ چوہدری صاحب کے دوستوں نے انہیں بارہا مشورہ دیا۔ کہ جب تک معقول ملازمت کا بندوبست نہیں ہوتا فتح یاب خان سے زمیندارہ کے کام میں مدد لی جائے۔ مگر وہ اپنے تعلیم یافتہ فرزند کی اس قدر توہین کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ اور ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے۔ کہ ابھی اس نے تعلیم ختم کی ہے۔ کام کاج کی کیا جلدی ہے۔ کچھ عرصہ اسے فراغت کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے فتح یاب خان گھر پر ہی [illegible] میں مصروف رہتا۔

(۴)

ایک دن فتح یاب خان اپنے ایک ہمسایہ سے حسب عادت ملنے گیا۔ تو اسے تاش کھیلنے میں مصروف پایا۔ اس نے فتح یاب خان کو بھی دعوت شمولیت دی۔ مگر چونکہ اسے اس کی عادت تھی نہ شوق اس نے انکار کر دیا۔ لیکن پاس بیٹھا دیکھتا رہا۔ اور تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد مزا آ گیا۔ انسان کی طبیعت تنوع پسند ہے اور ایک ہی قسم کی مصروفیت سے کچھ عرصہ بعد اس کا اکتا جانا لازمی ہے۔ شب و روز کے مطالعہ کے سوا اسے کوئی شغل نہ تھا۔ اس لئے ایک دن خیال آیا۔ کہ اس طرح تو میرا دماغ خراب ہو جائے گا کچھ وقت تفریح کے لئے بھی نکالنا چاہیئے۔ اور تفریح کا بہترین ذریعہ اس نے تاش کو سمجھا۔ اگرچہ بچپن کی تربیت اس لغویت سے اسے باز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور ضمیر ملامت کرتا تھا۔ مگر اس نے خیال کیا۔ کہ جب تک کوئی شغل نہیں۔ وقت گذارنے کے لئے اسے اختیار کر لینا کوئی عیب نہیں۔ چنانچہ اس نے بازار سے ایک تاش خریدی۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوا۔ کہ کس کے ساتھ یہ شغل جاری کیا جائے۔ محلہ میں شرفاء کے طبقہ میں سے کوئی ایسا بھی نہ مل سکتا تھا۔ اس لئے ایسے لوگوں کی تلاش شروع ہوئی۔ جو اس شغل کے لئے وقت نکال سکیں۔ اور اس سلسلہ میں محلہ کے چند ایک آوارہ گردوں سے تعارف کرنا پڑا۔

(۵)

اب اس نتیجہ گذار نوجوان کا اکثر حصہ محلہ کے اوباش لوگوں کی سوسائٹی میں صرف ہونے لگا۔ اور یہ مراسم بڑھتے بڑھتے اس حد تک بڑھ گئے۔ کہ رات کا بھی بہت سا حصہ ان میں سے کسی کے ہاں گذرتا۔ نمازوں کی پابندی اور قرآن مجید کی تلاوت کی بجائے دن رات لغویتوں اور فضول مشاغل میں بسر ہونے لگی۔ اور علمی کتب کے مطالعہ کی عادت مخرب الاخلاق ناولوں کے پڑھنے میں تبدیل ہو گئی۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ تھیٹر اور سینما کے تماشوں کے سوا دل کہیں نہ بہلتا۔ اور لطف یہ ہے کہ چوہدری حسن خان اس انقلاب سے کلیتہً بے خبر تھے۔ ان کی اہلیہ کو اس کا کسی حد تک علم تھا۔ مگر اپنے بیٹے پر اسے اس قدر اعتماد تھا کہ اس نے اس کی طرف کوئی زیادہ توجہ نہ دی

(۶)

چوہدری حسن خان اپنے چچازاد بھائی الطاف خان کے لڑکے کی شادی کے سلسلہ میں اس کے مکان پر ضروری امور کی سرانجام دہی میں مصروف تھے۔ کہ نوکر نے آکر اطلاع دی۔ گذشتہ شب ان کے محلہ میں ایک قفل شکنی کی جو واردات ہوئی ہے۔ اس کے سلسلہ میں پولیس ان کے مکان کی تلاشی لینے کے لئے آئی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی چوہدری صاحب کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ حیران تھے۔ کہ الہٰی یہ کیا ماجرا ہے قفل شکنی کی واردات کے سلسلہ میں میرے مکان کی تلاشی کے کیا معنے۔ آخر افتاں و خیزاں مکان پر پہنچے۔ اور پولیس انچارج سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے بتایا کہ فتح یاب خان کے تعلقات محلہ کے ان اوباش لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جو شہر بھر میں اس قسم کی وارداتوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے فتح یاب خان کے کمرہ کی تلاشی بہرحال ضروری ہے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ سر تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ آخر جب تلاشی ہوئی۔ تو مال مسروقہ برآمد ہو گیا۔ اور تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ واردات تھیٹر سینما اور دیگر لہو و لعب کے لئے [illegible] فتح یاب خان کے دوستوں نے کی ہے۔ اور اگرچہ وہ خود اس میں شریک نہ تھا۔ مگر پردہ دار ضرور تھا۔ اب چوہدری صاحب نے ہزار کوشش کی۔ مگر قانون کی کارروائی سے مفر نہ تھا۔ فتح یاب خان کا چالان ہوا۔ اور اسے چھ ماہ قید کی سزا ہو گئی۔

(۷)

اس مرحلہ پر پہنچ کر چوہدری حسن خان کی آنکھیں کھلیں۔ اور انہیں معلوم ہوا۔

کو شیخ صاحب خاص کو بٹواری کرانے سے انکار کرنے اور پھر اسے اپنے زمیندارہ کام میں شریک نہ کرنے میں۔ انہوں نے کس قدر خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا۔ اور اسے بیکار رکھنا ہی اس کی تباہی و بربادی کا موجب ہوا۔ جس سے خاندانی عزت بھی ضائع ہوئی۔ لیکن اب کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ انہیں اپنی نادانی پر افسوس تو بہت ہوا۔ مگر یہ بعد از وقت تھا جس کا انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچ سکتا تھا۔ ہاں اس واقعہ کو پڑھنے والے اس سے بہت مفید سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کو بیکار نہ رکھکر تباہی سے بچانے کے ساتھ اپنی اور اپنے خاندان کی عزت بھی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اور احمدی دوستوں کو اس سے بھی بڑھکر یہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آقا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم پر جو آپ نے تحریک جدید کے ماتحت نوجوانوں کو بیکار نہ رہنے دینے کے متعلق فرمایا ہے۔ عمل کرنے والے بن سکتے اور اس کے لئے اللہ تعالےٰ کے ہاں اجرِ عظیم کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔

خاکسار۔ رحمت اللہ شاکر

# والیانِ ریاست ہائے ہند اور اُن کی رعایا

(۱)

اخبار الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۳۶ء میں الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم گوہر رقم کا شذرہ بعنوان ہندوستانی ہندوستان حقیقتاً ریاستی رعایا کے دبے ہوئے قلبی حسیات کی ترجمانی کر رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مدیر الفضل اس شذرہ کے تحت مندرجہ ذیل مضمون شائع کرنے میں دریغ نہ کرینگے۔

ریاستی رعایا کی بے زبانی۔ حق تلفی اور ستم کیشی کو انسانی قلم صفحہ قرطاس پر لانے سے عاجز ہے۔ مستثنیات کو چھوڑ کر والیانِ ریاست ہائے ہند برطانی شاہنشہی کی پناہ و معاونت میں ایسے ماحول کے مالک و خالق ہیں۔ کہ بیک نظر قرونِ وسطیٰ کے استبداد پیشہ جابر اور خود مختار حکمرانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چنگیز خاں۔ ہلاکو اور نادر شاہ کی قساوت قلبی کے مقابلہ میں والیان ریاستہائے ہند کی ستم ایجادی۔ ظلم نوازی۔ فتنہ پروری۔ غفلت کوشی۔ سنگدلی۔ بیرحمی اور رعیت آزاری شائد ہی کم ہو۔ عام طور پر والیان ریاست کا کیا کام ہے۔ یہ کہ مجموعہ تعزیرات ہند کے قوانین وضوابط پر عمل اپنی رعایا سے تو کرائیں۔ مگر خود بے آئینی۔ بے راہ روی اور قانون شکنی کا بلا خوف و خطر ارتکاب کریں۔ برطانی ہند میں گورنمنٹ آف انڈیا باغیوں اور قانون شکن لوگوں کو ان کا فراموش کردہ درسِ انقیاد کیشی دیتی ہے مگر ریاستہائے ہند کے رؤسا اس درس عقل و دانش کے ان سے بھی زیادہ محتاج ہیں۔

تاریخ شاہد ہے۔ کہ قانونِ قدرت کے مقابلہ میں صفِ مجادلہ و مقاتلہ بچھانے والوں کو ہمیشہ ذلت و حسرت کے ساتھ ہزیمت اٹھانی پڑی ہے۔ کسی قوم یا جماعت کو آزادی سے محروم کرنا یا اس کے آزادانہ احساسات کو دبانا یا اس کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کرنا۔ اپنے آپ کو اس قوم یا جماعت کے مقابلہ میں بالآخر بے دست و پا بنانا ہے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ کان کے بدلے کان۔ ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور ناک کے بدلے ناک قدرت کا قانون ہے۔ تلوار سے مقابلہ کرنے والوں کا مقابلہ قدرت کے میدانِ کارزار میں شمشیر آبدار سے ہی ہوا ہے۔ قوموں کی بیخ کنی کرنے والے خود اس دارالفنا کے مروجہ قانون پر اپنی ہلاکت اور نیستی سے مہر ثبت کر گئے ہیں۔ لہذا تحصیل حاصل ہے۔ کہ ریاستی رعایا کے نشوونما پانے والی آرزوؤں امنگوں اور تمناؤں کو مٹانے یا دبانے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ یہ قانون قدرت کا اقتضا ہے۔ اور اس کا مقابلہ بے سود اور فضول۔ رؤسائے ہند سالہا سال سے حکومت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے عہد حکومت پر اگر ایک طائرانہ نظر بھی ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس عرصہ میں اس عضوِ معطل سے زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہوئے۔ جس کے سمی اثرات متواتر یا قیماندہ تندرست حصہ بدن کا جزو بنتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تندرست حصہ بدن بھی عضوِ معطل کی مانند آخرکار قطعی ناکارہ اور بےحس و حرکت ہو کر رہ جاتا ہے۔ بجالانے موجودہ ریاستی رعایا کے قلوب میں حفاظت۔ بچاؤ اور ترقی و ترفع کا بے پناہ جذبہ قدرت کے محرک قانون کی کارفرمائی کا ایک مختصر کرشمہ ہے۔ کم از کم صد سالہ تلخ تجربے نے اکثر رؤسائے ہند کو ان کے فرائض منصبی کی بجا آوری سے یکسر نااہل ثابت کر دیا ہے۔

استثنائی مثالوں سے قطع نظر کرکے والیانِ ریاست کے مہمات عظیمہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ فضول خرچی اور عیاشی۔ باقی رہا انتظام ریاست یہ دوسروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

اس جگہ میں برطانی ہند کے بعض افراد کا شکوہ بھی کرنا چاہتا ہوں جو رؤسائے ہند اپنی بعض سنہری اور روپہلی اغراض کی خاطر برطانی ہند کے لوگوں کو ریاست میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کر دیتے ہیں۔ باوجودیکہ برطانی ہند کی اخلاقی سیاسی اور تمدنی تحریکوں سے باخبر ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں ریاستی رعایا کی اصلاح کی خواہش ہونی چاہیئے وہ ریاستوں میں داخل ہوتے ہی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو برطانی ہند میں رہ کر ریاستی رعایا کی غلامی کی زنجیریں مضبوط کرنے کے لئے اپنے دل و دماغ کو فروخت کر ڈالتے ہیں۔ کاش ان کے دل میں خدا کا خوف ہو۔ تا کہ وہ بے کس اور بے بس ریاستی رعایا کے خون سے اپنے ہاتھ سے نہ رنگین

خاکسار۔ امیر عالم بی۔ اے

# انگلستان میں بچّوں کی تجارت کو روکنے کا قانون

لندن۔ ۴ رجنوری۔ اکثر لوگوں کو یہ سنکر حیرت ہوگی۔ کہ حکومت برطانیہ بردہ فروشی کے انسداد کے لئے ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں پیش کرنا چاہتی ہے۔ غلامی کے انسداد کا قانون مدتیں ہوئیں۔ انگلستان میں منظور ہو گیا تھا۔ لیکن اب بھی انگلستان میں بچوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ اور ہر سال قریباً پانچسو بچے غیر ملکیوں کے ہاتھ فروخت کیئے جاتے ہیں۔ اس صورت حالات کو روکنے کے لئے حکومت ایک قانون منظور کرانا چاہتی ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعض غیر شادی شدہ عورتیں اپنی لغزشوں کا راز چھپانے کیلئے اپنے بچوں کو دوسری عورتوں کے سپرد کر دیتی ہیں۔ ان عورتوں میں سے بعض تو اپنے فرائض کو ایمانداری سے سرانجام دیتی ہیں۔ لیکن بعض بچوں کو فروخت کر دیتی ہیں۔ اور ماں بیچاری اپنی بیعزتی کے ڈر سے خاموش ہو جاتی ہے۔ حکومت قانوناً یہ اعلان کرنے والی ہے۔ کہ کوئی شخص حکومت کی وساطت کے بغیر کسی بچے کو متبنٰی نہیں بنا سکتا۔ یا اس کی پرورش کا ذمہ دار نہیں بن سکتا۔

# پبلک لائبریریوں میں "الفضل" کے اجراء کی تجویز

قرآن کریم میں مسیح موعود کے ظہور کی علامات نہایت وضاحت سے بیان کی گئی ہیں۔ انہی میں سے ایک واذا الصحف نشرت بھی ہے۔ یعنی اس موعود کے ظہور کے زمانے کی ایک علامت یہ ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں ایسے سامان مہیا کر دئے جائینگے۔ جن سے وہ موعود چاردانگ عالم میں اس الٰہی پیغام کو جس کی اس وقت دنیا پیاسی ہوگی۔ پہنچا سکے گا۔ اور دنیا میں کوئی شہر بھی ایسا نہ رہے گا۔ جس کے رہنے والے قیامت کے دن یہ عذر کر سکیں کہ اے خدا ہم کو تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ اسلام اور احمدیت کیا چیز تھی اور کہ اگر ہم پر اسلام کی حقانیت اور سچائی کھل جاتی تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ چنانچہ فی زمانہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کا مامور ہونے کا دعویٰ کیا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو تمام دنیا میں اشتہارات رسالوں اور کتابوں کی اشاعت کے ذریعے پورا کر دیا۔ اب ہمارا فرض یہ ہے کہ ان سامانوں کے ذریعہ ہر ممکن سے ممکن کوشش دنیا کے تمام لوگوں تک اس الٰہی پیغام کو پہنچانے کی کریں جس کی دنیا پیاسی ہے۔

ہمارا روزانہ اخبار "الفضل" بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے جاری ہے۔ جو روزانہ ہندوستان اور غیر ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ اسی ضمن میں میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میری ناقص رائے میں ہندوستان کی جن پبلک لائبریریوں میں ابھی تک "الفضل" نہیں جاتا۔ اول تو ان کے افسران کو اس اخبار کے منگانے کی ترغیب دلانی چاہیئے۔ اور اگر وہ رعایت کے خواہاں ہوں تو ان کے ساتھ مناسب رعایت بھی ہونی چاہیئے اور اگر وہ کسی صورت میں ہمارا اخبار منگانے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پھر ان کو مفت منگانے کی ترغیب دی جائے۔ اور ایسے پرچوں کے اخراجات یا مقامی جماعت کو یا جماعت کے متمول اصحاب کو ادا کرنے چاہئیں۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں مندرجہ ذیل فوائد ہونگے

(۱) اگر ایک شہر میں صرف ایک لائبریری ہے تو ہمارے ایک پرچہ کے ذریعے صبح و شام اس شہر کے کئی ایک لوگوں کو پیغام حق پہنچے گا۔

(۲) جو لوگ محض تعصب اور عداوت سے ہمارے لٹریچر اور اخبارات کا مطالعہ نہیں کرتے اس طریق سے وہ بھی کبھی نہ کبھی ضرور "الفضل" کا مطالعہ کر سکیں گے۔ کیونکہ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ پبلک لائبریریوں میں اکثر اوقات انسان کوئی اخبار یا رسالہ خالی نہ ہونے کی وجہ سے اسی انتظار میں بیٹھا رہتا ہے کہ کب کوئی اخبار خالی ہو۔ اگر کوئی ایسا شخص جو تعصب کی وجہ سے ہمارے اخبارات کا مطالعہ نہیں کرتا ایسے وقت میں لائبریری میں آجائے۔ اور اس کی انتظار کی گھڑیوں میں پہلے "الفضل" کا پرچہ ہی خالی ہو تو ضرور وہ بھی ایسے وقت میں "الفضل" کو لے کر پڑھنا شروع کر دے گا۔ اور اس طرح اس پر بھی اتمام حجت ہو جائے گی۔

(۳) "الفضل" کی اشاعت اور ترقی میں یہ بات بہت ممد ہوگی۔

(۴) وہ لوگ جن کی خواہش ہوتی ہے کہ ہم احمدیت کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ لیکن وہ ایسے سامان مہیا نہیں کر سکتے۔ وہ ضرور "الفضل" کا مطالعہ کریں گے۔

(۵) ایسا طبقہ جو احمدیت کو ایک نیا مذہب اور غیر احمدی علماء کی تقاریر سے متاثر ہو کر احمدیت کو ایک عجوبہ یا نئے عقاید کا مجسمہ سمجھتا ہے وہ نہایت شوق سے ہمارے پرچے کا مطالعہ کرے گا۔

(۶) اہل دنیا اور اہل سیاست بھی ضرور مطالعہ کریں گے۔ اور اس طرح سے ہمارا ایک پرچہ روزانہ اتنی تبلیغ اور اتنا پراپیگنڈہ کریگا جتنا کہ ماہوار ٹریکٹ اگر ہزاروں کی تعداد میں بھی شائع ہو تو مشکل ہے۔ کیونکہ متعصب لوگ ٹریکٹ کو دیکھتے ہی پھاڑ دیتے ہیں۔ اگر دیگر اہل قلم اصحاب بھی اس پر کچھ خامہ فرسائی کریں۔ تو بہت بہتر ہو۔

(ایک احمدی از امرتسر)

# مغرب اور مشرق میں جنگ کی تیاریاں

## ۸ مہینوں میں ہندوستان کی تجارت برآمد میں حیرت انگیز اضافہ

نئی دہلی ۴ جنوری۔ اپریل سے نومبر ۱۹۳۶ء یعنی ۸ مہینوں کے تجارتی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوستان کی تجارت برآمد میں خلاف معمول ترقی ہوئی ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ مشرق اقصیٰ اور مغرب میں جنگی تیاریاں شدت سے جاری ہیں۔ جن کی وجہ سے ہندوستان کے مواد کی مانگ زیادہ ہو رہی ہے۔

متذکرہ صدر ۸ مہینوں کی تجارتی اشیاء کی قیمت کا موازنہ ۱۴ کروڑ روپیہ تھا۔ حالانکہ گذشتہ سال انہی ۸ مہینوں میں موازنہ ۵ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ تھا خاص طور پر قابل ذکر یہ بات ہے۔ کہ ان ۸ مہینوں میں تجارت درآمد بھی ۹ کروڑ روپیہ تک گر گئی۔ ہندوستان کی تجارت برآمد کی زیادتی انگلستان اور جاپان کے طرز عمل کی وجہ سے عمل میں آئی ہے۔

اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۹۳۶ء کے پورے اعداد و شمار ہندوستان کی تجارت برآمد کے لئے فوق العادت ثابت ہونگے انگلستان اور ہندوستان کی تجارت کے آغاز سے اس وقت تک یہ پہلا موقع ہے کہ ہندوستان سے انگلستان جانے والی اشیاء کی قیمت انگلستان سے ہندوستان آنے والی اشیاء کی قیمت سے زیادہ ہے۔ ۸ مہینے کے عرصہ میں جو نومبر ۱۹۳۶ء کو ختم ہوا ہندوستان سے انگلستان جانے والی اشیاء کی قیمت انگلستان سے ہندوستان آنے والی اشیاء کی قیمت سے ۹ کروڑ روپیہ زیادہ تھی

# شاہ جارج ششم کے ہندوستان میں آنیکے متعلق توقعات

لنڈن (بذریعہ ہوائی ڈاک) اب یہ خبر پایہ یقین کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ملک معظم اپنے بھائی کی تجویز کے مطابق رسم تاجپوشی کے بعد سلطنت کے ممالک کا دورہ فرمائیں گے۔

جس وقت شاہ ایڈورڈ تخت سے دست بردار ہوئے۔ اس وقت دہلی میں دربار تاجپوشی کے انعقاد کی تجویز پایہ تکمیل تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ امید کی جاتی ہے۔ کہ شاہ جارج ان انتظامات کے مطابق عمل کریں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ملک معظم آئندہ سال موسم خزاں میں ہندوستان تشریف لیجائیں گے چونکہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے اس سے پیشتر ہندوستان کا سفر نہیں کیا۔ اس لئے آپ شاہ ایڈورڈ سے زیادہ عرصہ کیلئے ہندوستان میں قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ ہندوستان بھر کے دورہ کیلئے تجاویز مرتب کی جارہی ہیں۔ البتہ اس کا دارومدار ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کی سیاسی فضا پر ہے ملک معظم کا خیال ہے۔ کہ سلطنت بھر کا دورہ کرنے کے سلسلہ میں لنڈن کی کابینہ اور سلطنت کے دارالحکومتوں سے گفت وشنید کریں۔ شاہ ایڈورڈ نے کینیڈا اور جنوبی افریقہ جانے کا حتمی وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے سفر کیلئے خاص انتظامات کئے جائیں گے۔ غالباً شہزادی الزبتھ ولیعہد کی حیثیت سے ہمراہ ہوں گی۔

یہ ناممکن ہے۔ کہ۔ تمام ممالک کا سفر ایک ہی دورہ میں کیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں آپ کو طویل عرصہ کیلئے انگلستان سے باہر رہنا پڑیگا۔ امید ہے۔ کہ یہ سفر دو تین سال میں ختم کیا جائے گا۔

# احرار کی مسجد فروشی ثابت ہوگئی

ڈاکٹر کچلو صاحب آجکل اپنی ہمہ گیر تقریروں میں اتحاد پارٹی مجلس اتحاد ملت مجلس احرار اور خود مسلم لیگ کی بھی مخالفت فرمارہے ہیں۔ پچھلے دنوں احرار کے متعلق بعض بہت دلچسپ باتیں ارشاد فرمائیں آپ نے کہا اتحاد ملت والے تو پوچھ سکتے ہیں۔ کہ میں نے مسئلہ شہید گنج میں کیوں حصہ نہیں لیا۔ لیکن یہ احرار کیوں پوچھتے ہیں۔ ان کو شرم آنی چاہئے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سکھوں سے کہا۔ کہ ہم نے مسجد گرانے میں تمہاری مخالفت نہیں کی اب اسمبلی میں وزارت حاصل کرنے کیلئے ہمارا ساتھ دینا۔

گویا ڈاکٹر صاحب نے علی الاعلان یہ راز فاش کر دیا۔ کہ احراریوں نے وزارت کی خاطر مسجد کو سکھوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ کیا احرار کے پاس اس الزام کا کوئی جواب ہے؟ لیکن ابھی ہم اس الزام کا جواب مانگ ہی رہے تھے کہ پارس میں مولانا مظہر علی اظہر کی ایک تقریر نظر آگئی جس میں آپ نے کھلے خزانے اور ہانکے پکار کہا ہے۔ کہ ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں ہم صاف کہتے ہیں۔ کہ ہم نے شہید گنج کی تحریک نہیں چلنے دی اور لوگوں کو کشت وخون سے بچایا

شاباش این کار از تو آید و مرداں چنین کنند۔ اب[*]



[*] کسی کو احرار کی مسجد فروشی کے متعلق ذرا بھی شبہ نہیں رہا لیکن یہ دعوے عجیب ہے۔ کہ ہم نے لوگوں کو کشت وخون سے بچایا" تیرہ چودہ مسلمان شہید اور بے شمار زخمی ہو گئے۔ اور احرار پھر بھی یہ دعوے کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں ... (انقلاب)

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

**نئی دہلی ۴ جنوری** - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے - کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل نے یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے سر جی ایل مترکے سی ایس آئی کو جو اس وقت بنگال اگزیکٹو کونسل کے ممبر ہیں - فیڈریشن کا پہلا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا ہے -

**لاہور ۴ جنوری** - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ لاہور چھاؤنی میں ایک پوسٹ بکس کا تالا کسی نے توڑ لیا - اور اس میں سے چٹھیاں نکال لی گئیں - پولیس تفتیش کر رہی ہے -

**لنڈن (بذریعہ ڈاک)** ایچ جی ویلز نے ایک مضمون میں آرچ بشپ آف کنٹربری کی اس براڈکاسٹ تقریر کی سخت مذمت کی ہے - جس میں اس نے سابق شاہ ایڈورڈ پر الزام عاید کئے تھے وہ لکھتے ہیں - آرچ بشپ آف کنٹربری نے بعید القیاس اور گستاخ تقریر میں ایک ایسے سوشل حلقے کا ذکر کیا ہے جس کا معیار زندگی موجودہ ارباب دانش کی روایات کے منافی ہے - لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سابق شاہ کے مصاحب زندہ دل اور خوش خلق تھے - اور آرچ بشپ کی غلاظت بھری تقریر اور بیہودہ اشارات کے مفہوم سے ایسے ہی پاک تھے - جیسے پانی کا شفاف چشمہ - مزید لکھا ہے کہ آرچ بشپ نے سابق شاہ پر جو بہتان لگائے ہیں ان کے خلاف سوشلسٹ لیڈر بے حد غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں

**نئی دہلی ۴ جنوری** - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ چونکہ توری خیل وزیریوں کو حکومت کے مطالبات کی تعمیل کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی ہے - اس لئے وادی خیسورہ میں گذشتہ سرکاری اعلان کی اشاعت کے بعد اب تک بالکل امن و سکون رہا ہے - خیسورہ کیمپ سے جانب مشرق ۵ میل کے فاصلے پر ایک اور کیمپ قائم کر دیا گیا ہے - یکم اور ۲ جنوری کی درمیانی رات کو اس کیمپ پر شبخون مارا گیا مگر سرکاری فوج کا کوئی نقصان نہیں ہوا - سڑک کی تعمیر کی جا رہی ہے -

**لنڈن (بذریعہ ڈاک)** اب یہ امر پایہ یقین کو پہنچ گیا ہے - کہ ملک معظم اپنے بھائی کی تجویز کے مطابق رسم تاجپوشی کے بعد سلطنت کے ممالک کا دورہ کریں گے اور آئندہ سال موسم خزاں میں ہندوستان تشریف لائیں گے - چونکہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے اس سے پیشتر ہندوستان کا سفر نہیں کیا - اس لئے امید کی جاتی ہے کہ وہ سابق شاہ ایڈورڈ کے مجوزہ دورہ کے مقابلہ میں زیادہ عرصہ کے لئے ہندوستان میں قیام کریں گے -

**لائل پور ۴ جنوری** - ایک اطلاع مظہر ہے کہ ضلع لائل پور کی پولیس میں سول کانسٹیبلوں کی بھرتی کے لئے ۰۰ کے قریب امیدوار حاضر تھے - جن میں بیشتر گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹوں کی ایک کثیر تعداد شامل تھی -

**لاہور ۴ جنوری** - آج مسٹر کے ایل گابا اور دیگر اشخاص کے خلاف غبن کے الزام میں مزید سماعت ہوئی - عدالت نے مسٹر گابا سے دریافت کیا - کہ آیا وہ کسی گواہ استغاثہ پر مکرر جرح کرنا چاہتے ہیں - مسٹر گابا نے عدالت سے درخواست کی کہ انہیں مکرر جرح کے لئے مہلت دی جائے - لیکن جج نے کہا - کہ میں اس امر کا فیصلہ کر چکا ہوں کہ اس مقدمہ میں غیر ضروری طور پر التوا کی اجازت نہیں دوں گا -

**نئی دہلی ۴ جنوری** - اپریل سے نومبر ۱۹۳۶ء یعنی آٹھ ماہ کے تجارتی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کی تجارت برآمد میں خلاف معمول ترقی ہوئی ہے جس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ مشرق اقصیٰ اور یورپ میں جنگی تیاریاں شدت سے جاری ہیں - جن کی وجہ سے ہندوستان کی خام پیداوار کی مانگ زیادہ ہو رہی ہے -

**روما ۴ جنوری** - ایک اطلاع شائع ہوئی تھی - کہ حکومت اطالیہ نے حضر موت کی ایک بندرگاہ مکلا کی مراعات کو خرید لیا ہے مگر حکومت اطالیہ نے اس اطلاع کی تردید کر دی ہے - اخبار "ٹائمز" اطالیہ کی اس تردید پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اگر فی الحقیقت ایسا معاہدہ ہو گیا ہے تو حکومت اطالیہ کی تردید کے باوجود اس کا اعلان ان افراد کے لئے حیرت انگیز نہیں جو اطالوی خارجی پالیسی سے آگاہ ہیں - اطالیہ محسوس کر رہا ہے - کہ نہر سویز کے مشرق کی جانب اس کا بحری رسوخ اور اس کا سیاسی اثر تسلیم ہو جانا چاہئے -

**جبل الطارق ۴ جنوری** - ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ گذشتہ تین دنوں کے دوران میں ۵۰۰۰ سے زائد اطالوی سپاہی کیڈز کی بندرگاہ پر اطالوی جنگی جہازوں سے اترے - اور اشبیلیہ روانہ ہو گئے -

**لنڈن ۴ جنوری** - باغی ہسپانیوں کے برطانوی جہاز "بلیک ہل" پر گولیاں برسانے کے واقعہ کے سلسلہ میں ہسپانیہ میں مقیم برطانوی سفیر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ برگوس کی باغی حکومت سے اس واقعہ کے خلاف احتجاج کرے -

**میڈرڈ ۴ جنوری** - آج باغیوں نے میڈرڈ کے محاذوں پر زبردست جارحانہ اقدام شروع کر دیا - معرکہ کی لڑائی جاری ہے - جس میں متحارب فریقین بہادری کا ثبوت دے رہے ہیں -

**کلکتہ ۴ جنوری** - آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کامرس اینڈ ریلوے ممبر کلکتہ تشریف لے گئے - جہاں آپ سر عبد الحلیم غزنوی کے ہاں بطور مہمان مقیم ہیں -

**نئی دہلی ۴ جنوری** - ہندوستان میں ٹیلیفون اور تار کے سلسلہ کو وسیع کرنے کے لئے حکومت ہند ایک سکیم تیار کر رہی ہے جس کے متعلق اس کا اندازہ ہے کہ اس پر ۸۰ لاکھ کے قریب روپیہ صرف ہو گا -

**ویلنشیا ۴ جنوری** - جرمن جنگی جہازوں کے ہاتھوں ہسپانوی حکومت کے ایک جہاز کی گرفتاری کے سلسلہ میں حکومت ہسپانیہ کے اس فیصلہ کی وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں "مناسب سیاسی اقدامات" کرے گی ایک خطرناک صورت حالات پیدا ہو گئی - ایک سرکاری کمیونک میں جرمن امیر البحر کے اس مطالبہ کے خلاف کہ ہسپانوی جہاز صرف اسی صورت میں رہا کیا جائے گا - جبکہ جرمن جہاز "پالوس" کے مسافر اور اس کا اسباب واپس کر دیا جائے - اظہار ناراضگی کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ حکومت ہسپانیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں حکومت جرمنی کے سامنے ہرگز سر تسلیم خم نہیں کرے گی

**ویٹیکن شہر ۴ جنوری** - پوپ نے رات آرام سے بسر کی - اور آج صبح سے اسے کچھ افاقہ ہے - لیکن ان کی عام صحت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی -

**امرتسر ۴ جنوری** - گیہوں حاضر ۳ روپے ۴ آنے سے ۳ روپے ۹ آنے تک نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنے - کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک - کپاس ۶ روپے ۹ آنے سونا دیسی ۵ اروپے ۱۳ آنے اور چاندی دیسی ۵۳ روپے ۴ آنے ہے -

**فیروزپور ۴ جنوری** - معلوم ہوا ہے کہ آج شہر میں ایک لیٹر بکس کو جس وقت ڈاکخانہ کے چپڑاسی نے کھولا - تو اس میں تین چار خط جلے ہوئے تھے - ڈاکخانہ جات کا سب انسپکٹر تحقیقات کر رہا ہے -

**لنڈن ۴ جنوری** - امریکہ کے موٹر کے کارخانوں میں ہڑتال پھیل رہی ہے - ۳۵ کارخانوں میں سے ۱۲ میں کام بند ہو چکا ہے اور ۴۳ ہزار مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے -

**میڈرڈ ۴ جنوری** - میڈرڈ کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ جنرل فرینکو کے ذمہ اس وقت جرمنی کا ایک کروڑ ۹۰ لاکھ پونڈ گولہ بارود اور دیگر آلات جنگ کی خرید کی صورت میں واجب الادا ہے - یہ قرضہ معدنیات کی شکل میں ادا کیا جائے گا چنانچہ پہلی قسط کے طور پر کیڈز سے ۱۲ ہزار ٹن خام لوہا جرمنی بھیجا جا چکا ہے -



عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی